OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

قرآنی سیرت نگاری کے معاصر متنوع اسالیب: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Contemporary Diverse Styles of the *Qur'ānic Sīrah* Writing

Asifa Aslam
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad

Prof. Dr. Ghulam Shams-ur-Rehman
Research Supervisor, Department of Islamic Studies, GCUF, currently working as Professor/ Chairman, Department of Interfaith Studies, AIOU, Islamabad

Abstract

In the last two centuries, the sīrah writes applied various methods and approaches to illustrate and interpret the events of the life of Holy prophet (PBUH) an authentic basis and respond to western critique. One of them is Qur'anic Sirah writing and due to a variety of reasons, it emerged as trend during the course of twenty century. A plethora literature has been turning up on it that shows a diversity of styles has been adopted by prominent Qur'anic Sirah writers to construct an authentic biography of the prophet Muhammad on the basis of Qur'an. There are four prominent contemporary styles of the Qur'anic sīrah Writing: Comprehensive, Subjective, Innovative and rotative. The present study is an endeavor to analyses works of the prominent Sirah Writer of this trend to analyses their distinctive

CC BY

elements of Qur'anic sīrah writing. For these methods of analytical and context analysis applied that enable the readers to ascertain the distinctive features of each category and overview of the contemporary styles of Quranic Sirah writing.

Keywords: Sīrah Writing, Qur'anic Sīrah Writing, Modern Trends of Sīrah Writing, Contemporary Styles of Qur'anic Sirah Writing

علوم اسلامیہ کے تاریخی، تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر اسلامی علوم و فنون کی طرح سیرت نگاری کی ابتدا بھی صدر اول میں ہوئی جس میں مسلسل ارتقا ہوتا رہا یہاں تک کہ بیسویں صدی میں مختلف جغرافیائی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کے باعث سیرت نگاری کے متنوع رجحانات منظرِ عام پر آئے۔ ان رجحانات میں سے ایک قرآنی سیرت نگاری کا رُجحان یا سیرت قرآنیہ کا رجحان ہے۔ عصرِ حاضر میں قرآنی سیرت نگاری پر کافی تحریری سرمایہ وجود میں آچکا ہے جو کہ مختلف اسالیب کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کا باقاعدہ تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے چنانچہ یہ تحقیقی کاوش قرآنی سیرت نگاری کے نمایاں اسالیب کے تعارف اور ان کی چند عصری نمایاں منتخب کتب کے تجزیاتی مطالعہ پر مشتمل ہو گی۔

قرآنی سیرت نگاری کا تعارف

قرآنی سیرت نگاری کیا ہے؟ اس حوالے سے مختلف ماہرینِ سیرت نے اپنے اپنے علم و ذوق کے مطابق اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد*، ڈاکٹر عبدالرزاق ہرماس*، ڈاکٹر انورالبکری* اور علامہ خالد مسعود* کی آراء کے تجزیے کی بناء پر یہ بات

---

* قرآنی سیرت نگاری کے متعلق میں مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے کے تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے: آزاد، مولانا ابوالکلام، رسولِ رحمت ﷺ، مرتب: غلام رسول مہر (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن) ص:۱۱

* عبدالرزاق کا پورا نام عبدالرزاق ہرماس اسماعیل بن محمد ہے۔ آپ ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ جامعہ ازہر کے اکابر اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ کو Prince Nyef Bin Abdul Aziz ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔ قرآنی سیرت نگاری کے بارے میں ان کی رائے جاننے کے لیے مطالعہ کریں :عبدالرزاق ہرماس، الدکتور، مصادر السيرةالنبوية بين المحدثين والمؤرخین (مصر: الکلیۃ الازہر، ۲۰۰۷ء) ص:۱۳

* محمد انور بن محمد علی البکری کا تعلق مدینہ منورہ سے ہے اور یہ وزارة الشوؤن الإسلامية والأوقاف والدعوة والرشاد کے رکن ہیں۔ قرآنی سیرت نگاری کے متعلق میں محمد انور بن محمد علی البکری کی رائے کے تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے: البکری، محمد انور بن محمد، مصادر تلقی السیرۃ النبویۃ، (مدینہ المنورہ: مجمع الملک فہد، س ن) ص:22

* قرآنی سیرت نگاری کے متعلق علامہ خالد مسعود کی رائے کے تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے: خالد مسعود، علامہ، حیاتِ رسولِ اُمی (بھیرہ : مجلس مرکزیہ حزب الانصار، 2020ء) ص:19-20

معلوم ہوتی ہے کہ قرآن سے حاصل کی گئی معلومات کی بنیاد پر مرتب کی جانے والی سیرت طیبہ کو قرآنی سیرت نگاری یا سیرتِ قرآنیہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں قرآنی سیرت نگاری کے اسباب و محرکات

قدیم و جدید ادبِ سیرت، قرآنی ادبِ سیرت اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ کی بنا پر عصرِ حاضر میں قرآنی سیرت نگاری کے جو اسباب و محرکات منظرِ عام پر آتے ہیں ان سے چند نمایاں درج ذیل ہیں:

i۔ قدیم سیرت نگاروں کا غزوات و خصائص نبوی کے بیان میں آیاتِ قرآنیہ سے خصوصی استدلال کرنا، ii۔ قابلِ اعتماد سیرت کی تدوین کی خواہش، iii۔ ادب سیرت میں ثقافتی آمیزش اور شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے مصنفین کا کتب لکھنا، iv۔ سیرت کے مآخذ میں کمزور روایات کا موجود ہونا، v۔ اُصول نقد سے بے اعتنائی اور سہولت و آسانی کو ملحوظ رکھنے کا رویہ، vi۔ انکار حدیث، vii۔ قرآنی سیرت نگاری پر لٹریچر کا دستیاب نہ ہونا، viii۔ قرآن اور عقل کی روشنی میں مطالعہ سیرت کا رویہ، ix۔ یورپی افکار و نظریات کا متبادل بیانیہ۔

قرآنی سیرت نگاری کے معاصر متنوع اسالیب

بیسویں صدی کے آغاز تا عصرِ حاضر تک لکھے گئے قرآنی ادبِ سیرت کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی بنا پر قرآنی ادبِ سیرت کو جن نمایاں اسالیب میں منقسم کیا جا سکتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ جامع حیات نبوی کے مطالعہ کا اسلوب

۲۔ موضوعاتی اسلوب

۳۔ متجددانہ اسلوب (اہل قرآن اور منکرین حدیث کی قرآنی سیرت نگاری)

۴۔ محاضراتی اسلوب

جامع حیات نبوی کے مطالعہ کا اسلوب

اس سے مراد وہ قرآنی ادب سیرت ہے جس میں آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے تمام واقعات یا پہلوؤں کو قرآن کی بنیاد پر بیان کرنے کی کاوش کی گئی ہے۔ قرآنی سیرت نگاری کے تاریخی مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایتی سیرت نگاری کی طرح اس میں بھی جامع حیات نبوی پر سب سے زیادہ کتب لکھی گئی ہیں۔ عصر حاضر میں قرآنی سیرت نگاری میں عربی و اُردو دونوں زبانوں میں اس پر کافی کتب موجود ہیں جن میں "**سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الرفیع**" از مولانا عبد الشکور لکھنوی، "**سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من القرآن الکریم**" از عزۃ دروزہ، "حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" از سید ابو الخیر کشفی، "سیرت نبویہ قرآن مجید کے آئینے میں" از مولانا اسجد قاسمی نمایاں ہیں۔

"سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من القرآن الکریم":

بیسویں صدی میں سیرت قرآنیہ کو عربی زبان میں بیان کرنے والوں میں سے ایک فلسطین سے تعلق رکھنے والے عزۃ دروزہ (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۸۴ء) نمایاں ہیں۔ آپ نابلس کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے وطن سے حاصل کی۔

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز محکمہ ٹیلی گراف میں ملازمت سے کیا پھر ۱۹۱۱ء میں نیشنلسٹ آرگنائزیشن "الفتات" میں شمولیت اختیار کی اور مختلف عرب اقوام کے اتحاد کے لیے بھرپور کوششیں کیں جس کے نتیجے میں آپ کو برطانوی و فرانسیسی سامراجیت کی جانب سے قید و بند اور جلاوطنی جیسی مشکلات بھی برداشت کرنا پڑیں۔ آپ ساری زندگی اتحاد و اصلاحِ امت کے لیے کوشاں رہے اور مختلف مذہبی، سیاسی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیاں سرانجام دیں اور مختلف اُمور پر ۳۰ کتابیں اور متعدد مضامین لکھے۔[1]

عزۃ دروزہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بیسویں صدی میں عربی زبان میں قرآنی سیرت نگاری پر جو ابتدائی کتابیں لکھی گئیں وہ ان کی "**عصر النبی وبیئتہ قبل البعثۃ صور مقتبسۃ من القرآن الکریم**" اور "**سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من القرآن الکریم**" ہے۔ "عصر النبی" سیرت قرآنیہ کے لیے تمہید، مقدمہ اور پس منظر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں عزۃ دروزہ نے زمانہ قبل از بعثت کو قرآن کی روشنی میں دیکھا ہے جبکہ "سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من الکریم" میں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو قرآن کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔

"**سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من القرآن الکریم**" دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جسے مطبعة الاستقامة بالقاہرة کی جانب سے 1948ء میں شائع کیا گیا ہے۔ "سیرۃ الرسول صور مقتبسۃ من القرآن الکریم" میں عزۃ دروزہ نے اپنی بحث کو تین بڑے حصوں فصل "شخصية النبي، " عہد السیرة النبویه المکی" اور "عہد السیرۃ النبویہ المدنی" میں منقسم کیا ہے پھر ان کو مختلف ذیلی فصول میں منقسم کر کے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔

قرآن کی ترتیبِ نزولی پر لکھی گئی یہ کتاب سیرتِ طیبہ کے تمام پہلوؤں کو بیان کرتی ہے۔ اس ضمن میں پہلے ہر عنوان سے متعلقہ بحث کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے پھر متعلقہ عنوان پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ عزۃ دروزہ نے واقعاتِ سیرت بیان کرنے میں اس انداز کو اپنایا ہے کہ سیرت کے جس پہلو کا انتخاب کرتے ہیں پہلے اس کے متعلق تمہیدی یا تعارفی گفتگو کرتے ہیں پھر اس سے متعلقہ آیاتِ قرآنیہ نقل کر کے خود سے لمبی لمبی تشریح و توضیح پیش کرتے ہیں تاہم بعض مقامات پر تشریح و توضیح کے لیے مصنفین یا کتب کا نام درج کیے بغیر کتبِ تفاسیر و سیرت سے مباحث درج کیے ہیں البتہ بعض مقامات پر سیرت ابنِ ہشام کا حوالہ درج کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ عزۃ دروزہ نے واقعاتِ سیرت کے بیان میں قرآن کو بنیاد بنایا ہے اور واقعاتِ سیرت کے متعلق جو کچھ قرآن میں مذکور ہے اس کو بطور دلیلِ اول و مقدم کے نقل کیا ہے۔ کتاب کی ہر فصل کی ہر مبحث میں اول تا آخر اس کی بھرپور مثالیں نظر آتی ہیں۔

کتاب میں جہاں بہترین انداز میں آیاتِ قرآنیہ کی بنیاد پر سیرت کے تمام پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے وہیں مستشرقین کے اعتراضات کارد بھی آیاتِ قرآنیہ سے دلائل کی بناء پر بہترین انداز میں کیا گیا ہے جیسے مستشرقین کے اعتراض نبی اکرم ﷺ کے قریشی و عربی النسل نہ ہونے کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن پاک میں نبی اکرم ﷺ کے عربی و قریشی نسل سے ہونے کے متعدد دلائل موجود ہیں۔ ان میں سورۃ محمد کی آیتِ مبارکہ ﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ. .﴾[2]، قرآن کا خطاب میں اہل عرب کو عموماً اور اہل مکہ کو خصوصاً، "انفسکم"، " منکم" اور "منھم" کے الفاظ سے مخاطب کرنا، قرآن کا

آپ ﷺ کو اُمی کے لقب سے متصف کرنا اور اس وصف کا خاص طور پر غیر اہل کتاب یا عربوں کے لیے مختص ہونا، مکی قرآن میں قوم کے لفظ کا نبی کی طرف مضاف ہو کے آنا جیسے سورۃ الانعام کی آیت ۶۶، سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۴، سورۃ ابراہیم کی آیت 4، سورۃ یوسف کی آیت 2، سورۃ مریم کی آیت 97 اور سورۃ الشعراء کی آیات 193-195 میں ہے۔[3]

حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے نکاح پر مستشرقین کے اعتراضات کا رد اور اس واقعہ میں مذکور حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ آپ ﷺ کا اپنے متبنی کی مطلقہ سے نکاح کرنا عربوں میں رائج اس تقلید کے خاتمے کے لیے تھا کہ لے پالک کی مطلقہ سے نکاح حرام ہے اور مومنوں سے اس حرج کو ہٹانا مقصود تھا کہ وہ اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ یہ رسم عرب میں بہت زور پکڑ چکی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ خود اس عادت کو توڑ ڈالیں۔[4]

یہودیوں کے انجام کے بارے میں مستشرقین کے بے جا اعتراضات کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ بعض یہودی، مسیحی مستشرقین اور مصنفین نے آپ ﷺ کی طرف سے یہود کو دی جانے والی پے در پے سزاؤں کو دیکھتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شروع سے ان کو سزا دینے کی نیت تھی اور آغاز سے ہی ان کے خلاف دینی عنصریت پر مبنی جنگ چھیڑ دی تھی۔ آپ ﷺ نے یکبارگی ان کے خلاف اپنی نیت کو عملی جامہ نہیں پہنایا کیونکہ آپ ﷺ ان سب کے مجموعے کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ان مصنفین نے آپ ﷺ پر دینی، تجارتی اور اجتماعی حوالے سے کیے جانے والے معاہدوں کی خلاف ورزی، خون ریزی اور ان کے اموال کی حرص و طمع رکھنے کا الزام لگایا ہے۔ یہ الزامات ان لوگوں نے محض اپنے اغراض کے حصول، تعصب اور قرآن کی آیات کے عدم فہم کی وجہ سے لگائے ہیں۔ قرآن کی آیات قطعی حجتوں اور ان دلائل پر مشتمل ہیں جو ان کے الزامات کی قلعی کھول دیتے ہیں۔[5]

"حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں"

عصر حاضر میں اُردو زبان میں قرآنی سیرت نگاری میں جن لوگوں نے خصوصی شہرت حاصل کی۔ اُن میں سے ایک ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی (۱۹۳۲ء۔۲۰۰۳ء) ہیں۔ قرآنی سیرت نگاری پر ان کی کتاب "حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" ہے۔ ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی کی یہ کتاب تین حصوں "حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں"، "مقام محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" اور "اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" پر مشتمل ہے لیکن ان کی خاصیت یہ ہے کہ تینوں حصے الگ الگ کتاب کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی نے "حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" کو عنوانات پر مرتب کیا ہے۔ واقعات سیرت بیان کرنے میں ان کا انداز یہ ہے کہ پہلے واقعہ درج کرتے ہیں پھر اس سے متعلقہ قرآنی آیت یا آیات نقل کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہوئے اپنی بات کو مدلل و مؤثر انداز میں بیان کرتے ہیں جیسے سفر طائف کے بیان میں شہر طائف کے تعارف، اس کے باشندوں کے طرزِ زندگی اور معاندانہ و کفرانہ روش کو بیان کرتے ہوئے سورۃ الزخرف کی آیات ﴿وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ... وَ زُخْرُفًا وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾[6] سے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ ان آیات سے اہل طائف اور بالخصوص وہاں کے سربراہ لوگوں کے اندازِ زیست اور طرز فکر کا پورا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ طائف مکہ کے بعد دوسرا بڑا شہر ہی نہیں بلکہ دوسرا اہم مرکزی مرکز بھی تھا۔

قریش کے بڑے بت ہبل کے بعد طائف کے بت "لات" کا درجہ تھا۔ قریش بھی ہبل و لات کی عظمت کی قسم کھاتے تھے۔ طائف باغوں کا شہر تھا اور گرمیوں میں سارے عرب کے امراء کا مرکز تفریح بن جاتا تھا۔ طائف کے رئیس اپنی متاع دنیاوی پر ناز کرتے ہوئے اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بالاتر سمجھتے تھے۔ ان کا یہ طرز عمل سورۃ السباء کی آیات ۳۴۔۳۵ میں مذکور اقوام سابقہ کے ان خوشحال لوگوں کی طرح تھا جنہوں نے دعوت حق اور اس کے لانے والے کو جھٹلایا۔[7]

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی نے قصہ گوؤں کی طرح واقعات سیرت بیان نہیں کیے بلکہ واقعات سیرت کے اصل مقاصد اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد و اسباق کو بھی بیان کیا ہے جیسے واقعہ افک کو بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو سرگوشیوں، بدگمانیوں اور الزام تراشیوں جیسے اُمور سے بچنے کی ترغیب دلاتے ہوئے لکھا کہ یہ واقعہ ہر دور کے مسلمان معاشرے کے لیے اخلاقی احساس کا درجہ رکھتا ہے لیکن آج بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسی تہمتوں اور بہتانوں کا ایک ناختم ہونے والا سلسلہ ہر بستی، محلے اور گلی میں سرگوشیوں کی صورت میں ہونٹوں سے کانوں تک کا سفر کرتا نظر آتا ہے اور ہم آسانی کے ساتھ ایسی افواہوں کو حقیقت کے طور پر قبول کرتے ہیں اور انہیں دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔[8]

"سیرت نبویہ قرآن مجید کے آئینے میں"

"سیرت نبویہ قرآن مجید کے آئینے میں" مولانا اسجد قاسمی ندوی کی تصنیف ہے جسے النبراس کراچی کی جانب سے شائع کیا گیا ہے لیکن اس پر سن اشاعت اور ایڈیشن کے حوالے سے کوئی معلومات درج نہیں ہے۔ زیر جائزہ یہ کتاب کل ۱۱۴ صفحات کو محیط ہے۔ اس میں مولانا اسجد قاسمی نے جامع حیات نبوی کو ۱۰۳ ذیلی عنوانات میں منقسم کر کے تین بڑے عنوانات "سیرت طیبہ"، "غزوات الرسول" اور "سیرت کے مزید چند پہلو" کے تحت بیان کیا ہے۔

مولانا اسجد قاسمی نے "سیرت نبویہ قرآن مجید کے آئینے میں" کو ابواب یا فصول پر مرتب نہیں کیا بلکہ عنوانات پر مرتب کیا ہے اور واقعات سیرت کی ترتیب میں تاریخی ترتیب کو مدنظر رکھا ہے جیسا کہ اُنہوں نے لکھا ہے:

> "اس کتاب میں حتی الامکان سیرت سے متعلق آیات قرآنی کے احاطہ اور تاریخی ترتیب کی رعایت کی کوشش کی گئی ہے تاہم مکمل احاطہ کا دعوی کسی طرح نہیں کیا جاسکتا۔"[9]

موضوعاتی اسلوب

اس سے مراد وہ قرآنی ادبِ سیرت ہے جس میں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے متعدد واقعات یا پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو جیسے معاشرت، دعوت، غزوات، اخلاق، فضائل، شمائل اور دلائل میں سے کسی ایک کو منتخب کر کے قرآن کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے۔ اس انداز پر لکھی گئی کتب میں "**عصر النبی ﷺ**" از عزۃ دروزہ، "**مجتمع المدینہ المنورہ فی عہد الرسول**" از لقمان اعظمی، "**نبوۃ محمد فی القرآن**" از حسن ضیاء الدین عتر، "**شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن**" از محمد علی ہاشمی، "**حدیث القرآن الکریم عن غزوات الرسول ﷺ**" از ابوبدر محمد بن بکر آل عابد، "**شان حبیب الرحمن من آیات القرآن**" از مفتی احمد یار خاں نعیمی، "مقام محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" اور "اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" از سید ابوالخیر کشفی نمایاں ہیں۔

"عصر النبیﷺ وبیتہ قبل البعثتہ صور مُقتبسة من القرآن الکریم"

عصر النبی موضوعی قرآنی سیرت نگاری کی نمائندہ تصنیف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل اور عہد بعثت کے عربوں کے سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور جغرافیائی حالات کو آیات قرآنیہ کی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے۔ عزۃ دروزہ نے اپنی کتاب کو ۴ ابواب پھر ان ابواب کو مختلف فصول میں منقسم کرکے مرتب کیا ہے اوراس سلسلے موضوعاتی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا انداز یہ ہے کہ پہلے کسی موضوع سے متعلقہ مختصر تمہید باندھتے ہیں پھر اس پر مفصل بحث کرتے ہیں۔ قرآن کی بنیاد پر معاشرتِ نبوی ﷺ کی عکاسی کرنے میں عزۃ دروزہ نے اس انداز کو اپنایا ہے کہ پہلے موضوع سے متعلقہ تعارفی بحث پیش کرتے ہیں پھر اس سے متعلقہ آیات قرآنیہ نقل کرتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں یا اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ آیات قرآنیہ کن پہلوؤں کو بیان کر رہی ہیں۔

عزۃ دروزہ نے اپنی کتاب کو موضوع کے مطابق قرآنی آیات سے استنباط و استدلال کرتے ہوئے ترتیب دیا ہے اور حتی الوسع قرآنی آیات پر اکتفاء کیا ہے اور بہت کم کتب تفاسیر، حدیث و سیرت سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ انھوں نے کتاب کے مقدمہ میں صفحہ ۱۲ پر لکھا کہ میں نے روایات سے احتراز کرتے ہوئے فقط قرآن کریم سے استفادہ کیا ہے اور صرف اس وقت روایات ذکر کی ہیں جب وہ روایات قرآن مجید کی آیات کی تفسیر و تشریح کر رہی ہوں یا میری نقل کردہ آیات و اقتباسات کی تائید و تصدیق کر رہی ہوں۔[10] آیات قرآنیہ نقل کرنے میں عزۃ دروزہ کا انداز یہ ہے کہ متعلقہ اقتباس درج کرنے کی بجائے پوری آیت یا موضوع کے متعلق جس قدر آیات موجود ہوں سب نقل کر دیتے ہیں۔

"مجتمع المدينۃ المنورۃ فی عہد الرسول":

"مجتمع المدینۃ المنورۃ فی عہد الرسول" ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی کا تحقیقی مقالہ تھا جو شعبہ اسلامک سٹڈیز فیکلٹی آف آرٹس، قاہرہ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیے پیش کیا گیا۔ بعد ازاں اسے کتابی صورت میں دارالاعتصام قاہرہ کی جانب سے متعدد بار "مجتمع المدینۃ المنورۃ فی عہد الرسول" کے نام سے شائع کیا گیا۔[11]

"مجتمع المدینۃ المنورۃ فی عہد الرسول" کا اُردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے "عہد نبوی ﷺ کا مدنی معاشرہ قرآن کی روشنی میں" کے نام سے کیا جسے پہلی مرتبہ ۱۹۹۵ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی کی جانب سے شائع کیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۹۶ء میں پاکستان میں بھی دیا پبلی کیشنز لاہور کی جانب سے اس اُردو ایڈیشن کو "عہد نبوی کا مدنی معاشرہ قرآن کی روشنی میں" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اُردو ایڈیشن کل ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

جائزے کے لیے کتاب کا عربی ایڈیشن منتخب کیا گیا ہے جو ۱۹۸۸ء میں دارالاعتصام قاہرہ کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ کل ۵۱۰ صفحات کو محیط ہے اور اس میں تقدیم، مقدمہ، پیش لفظ اور ۴ ابواب شامل ہیں۔ "مجتمع المدینۃ المنورۃ فی عہد الرسول" موضوعی قرآنی سیرت نگاری کی نمائندہ تصنیف ہے جس میں عہد رسالت کے مدنی معاشرے کی قرآن کی روشنی میں تصویر کشی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی نے اپنی بحث کو ۴ ابواب میں تقسیم کیا ہے پھر ان ابواب کو ذیلی عنوانات میں منقسم کرکے عہد رسالت کے مدنی معاشرے کے نمایاں پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ ہجرت مدینہ کو مدنی معاشرے کی بنیاد قرار دے کر ہجرت سے کتاب کا آغاز کیا گیا ہے پھر بتدریج تاریخی ترتیب سے آیات قرآنیہ میں مذکور حالات و واقعات کی بنیاد پر مدنی اسلامی معاشرے

کے اخلاقی وسماجی پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی نے اس انداز کو اپنایا ہے کہ گفتگو کے لیے جس موضوع کا انتخاب کرتے ہیں پہلے اس سے متعلقہ تمام آیاتِ قرآنی ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں پھر دوبارہ سے زیرِ گفتگو موضوع پر بات کرتے ہوئے واقعات کی مناسبت سے آیاتِ قرآنیہ نقل کرنے کے ساتھ ساتھ مروجہ کتبِ تفاسیر، تاریخ، حدیث اور سیرت سے مفصل تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ قرآن کی بنیاد پر عہد رسالت کی مدنی معاشرت کو پیش کرنے کا دعوی کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر مآخذ سے بھی اخذ واستدلال کیا گیا ہے۔

"حدیث القرآن الکریم عن غزوات الرسول ﷺ":

"حدیث القرآن الکریم عن غزوات الرسول ﷺ" ڈاکٹر ابوبدر محمد بن بکر آل عابد کی تصنیف ہے۔ یہ ڈاکٹر ابوبدر محمد بن بکر آل عابد کا تحقیقی مطالعہ تھا جسے اسلامیہ یونیورسٹی تیونس، شعبہ تفسیر میں پیش کیا گیا جس پر یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا پھر ۱۹۹۴ء میں اس کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ زیر جائزہ کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے جسے 2011ء میں دارالغرب اسلامی تیونس نے شائع کیا ہے۔ اس کے کُل 743 صفحات ہیں اور یہ تقدیم، ایک مقدمہ ودیباچہ اور 9 ابواب پر مشتمل ہے۔

"حدیث القرآن الکریم عن غزوات الرسول ﷺ" میں قرآن میں مذکور 2 ہجری تا 9 ہجری تک پیش آنے والے نمایاں غزوات نبوی ﷺ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ کتاب کی ترتیب و تقسیم میں ڈاکٹر ابوبدر محمد بن بکر آل عابد نے اس انداز کو اپنایا ہے کہ پہلے ہر باب کی ابتداء میں مباحث پر مشتمل تمہید باندھی ہے پھر ہر باب کو دو فصول میں منقسم کیا ہے۔ غزوات نبوی ﷺ کو بیان کرنے میں اس انداز کو اپنایا گیا ہے کہ باب کی ابتداء میں جو تمہید باندھی گئی ہے۔ اس میں غزوہ کے اسباب، واقعات اور نتائج کو مختلف کتب تاریخ وسیرت میں موجود تفصیلات کی چھان بین کر کے مستقل بحث کی صورت میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فصول میں غزوے کے اسباب وواقعات اور نتائج کو آیات قرآنیہ کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے اور ان سے متعلقہ آیات کی تفسیر وتشریح کی گئی ہے اور اس تفسیر وتشریح میں درج ذیل اُمور کا اہتمام کیا گیا ہے۔

i. حسبِ ضرورت الفاظ کی لغوی تشریح کی گئی ہے۔
ii. اگر سببِ نزول موجود ہو تو اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔
iii. علما کے متعدد اقوال درج کیے گئے ہیں اور اس سلسلے میں کتبِ حدیث، تفسیر، سیرت، تاریخ اور دیگر علومِ اسلامیہ کی کتب سے اخذ واستدلال کیا گیا ہے۔

کتاب میں صرف غزوات کے حالات وواقعات کو بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ غزوات کے پس منظر، اسباب ونتائج اور دیگر تفصیلات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس سے یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی صورت اختیار کرتی ہے اور قاری کو غزوات کے سلسلے میں دیگر کتب کے مطالعے سے بے نیاز کرتی ہیں۔ کتاب کے اس وصف کی ستائش کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے لکھا کہ یہ مقالہ سیرت نبوی ﷺ کے انسائیکلوپیڈیا کی مانند ہے جس میں غزوات کے متعلق قرآن کی مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں محقق غزوات سے متعلقہ آیات کی تفسیر میں صرف تفسیر کی کتابوں تک محدود نہیں رہے بلکہ انہوں نے کتب

حدیث سے بھی رجوع کیا اور مستند اور صحیح احادیث نقل کی ہیں اور کتب تفاسیر میں اقوال کی کثرت کے باوجود درست اقوال کا انتخاب کیا ہے۔[12]

"نبوۃ محمد ﷺ فی القرآن"

عربی زبان میں آپ ﷺ کے دلائل و معجزات کو قرآن کی بنیاد پر پیش کرنے والوں میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر (۱۹۳۹ء۔ ۲۰۱۰ء) کا ہے۔ آپ شام کے شہر حلب کے مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ نامور عالم الدین شیخ ابو السراج کے بھتیجے اور نور الدین عتر کے بھائی تھے۔ آپ نے اسکول کی تعلیم حلب سے حاصل کی جب کہ اعلیٰ تعلیم دمشق اور جامعہ ازہر مصر سے حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد آپ نے پہلے اُم القری یونیورسٹی مکہ المکرمۃ اور جامعۃ الماجد یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دیں پھر ۱۴۱۴ھ میں جامعۃ الملک عبد العزیز المدینہ المنورۃ سے وابستہ ہو گئے اور اپنی وفات تک اسی سے وابستہ رہے۔[13] آپ اپنی ساری زندگی درس و تدریس میں مصروف رہے اور گراں قدر تصانیف چھوڑیں۔ ان میں سے ایک "نبوۃ محمد ﷺ فی القرآن" ہے۔

زیر جائزہ کتاب "نبوۃ محمد ﷺ فی القرآن" دراصل ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر کا تحقیقی مقالہ تھا جو شعبہ اصول دین، جامعہ ازہر مصر میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیے پیش کیا گیا۔ بعد ازاں اس مقالے کو کتابی صورت میں دار النصر حلب شام کی جانب سے شائع کیا گیا۔ زیر جائزہ کتاب کا یہ پہلا ایڈیشن ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۹۷۳ء میں دار النصر حلب کا شائع کردہ ہے اور یہ کل ۴۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

"نبوۃ محمد ﷺ فی القرآن" میں ڈاکٹر حسن ضیا الدین عتر نے نبی اکرم ﷺ کے دلائل و معجزات کو قرآن کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ کتاب کی ترتیب و تقسیم میں اس انداز کو اپنایا گیا ہے کہ پہلے ایک تمہیدی باب قائم کیا گیا ہے جس میں قرآنی دلائل کی اقسام، خصوصیات، انسانوں کے لیے رسولوں کی ضرورت و اہمیت اور نبی و رسول میں فرق جیسے اُمور پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد بحث کو تین ابواب اور ان کو ذیلی فصول میں منقسم کر کے آپ ﷺ کے دلائل و معجزات پر گفتگو کی گئی ہے۔

دلائل و معجزات کو بیان کرنے میں ڈاکٹر حسن ضیا الدین عتر نے اس انداز کو اپنایا ہے۔ پہلے زیرِ بحث موضوع سے متعلق تفسیر موضوعی کے انداز میں قرآنی آیات کو جمع کرتے ہیں پھر ان آیات کی توضیح و تشریح کرتے ہیں جیسے آپ کی دلیلِ نبوت اُمیت کے بارے میں سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[14] "(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں نبی اُمی کی جس کے (اس وصف) کو وہ پاتے ہیں اپنے ہاں لکھا ہوا تورات و انجیل میں۔ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال ٹھہراتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ کو اُتارتا ہے اور جو زنجیریں انہیں جکڑے ہوئی تھیں ان کو کاٹتا ہے پس جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم و مدد کی اور اس نور (کتاب) کی پیروی کی جو

آپ ﷺ پر اتاری گئی ہے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ "سے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ پر انتہائی شاندار اوصاف کمال کی بارش فرمائی اور یہ اوصاف آپ ﷺ کے دین کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی یہ تمام صفات کہ آپ ﷺ امی ہوں گے، لوگوں میں اللہ کے امر کی تلقین کریں گے۔ ان کو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور وہ پاکیزہ چیزیں جو پچھلی شریعتوں پر حرام کر دی گئی تھیں۔ ان کو حلال کریں گے اور برائی سے منع کریں گے اور خبیث چیزیں جو پچھلی شرائع میں حلال تھیں ان کو حرام قرار دیں گے۔ آپ ﷺ کی ان صفات کی سابقہ کتب سماویہ میں بھی بشارتیں میں دی گئی تھیں۔ آپ ﷺ کی یہ صفات ایک ایسے آدمی کی تصویر پیش کرتی ہیں جو دیگر نوع البشر کی طرح ایک بشر ہو مگر احسان الٰہی سے وہ رسالت کی ذمے داری پر فائز ہو۔[15]

ڈاکٹر حسن ضیاالدین عترنے دلائل نبوت کے بیان کے سلسلے میں جہاں خود آیات کی تفسیر و تشریح کی ہے وہیں ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے مفسرین کے اقوال کی طرف بھی مراجعت کی ہے اور ان میں اختلاف کی صورت میں ترجیح کو اپنایا ہے جیسے آپ ﷺ کے اخلاق کو آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل بیان کرتے ہوئے سورۃ القلم کی آیات ا۔۴ نقل کیں اور قول باری تعالیٰ "بنعمۃ ربک" کے بارے میں لکھا کہ ہم نے عموم لفظ کے مطابق اس کی تفسیر نبوت مراد لی ہے اگرچہ یہ لفظ نبوت کے علاوہ دیگر نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ ﷺ پر کی گئیں۔ رازی اور آلوسی نے اس سے نعمتیں مراد لی ہیں۔ ابو حیان اندلسی نے اس سے مراد عقل لی ہے۔ ابن کثیر نے اس سے نبوت مراد لی ہے۔ ابو مسعود اس سے نبوت اور رسالت دونوں مراد لیتے ہیں۔ ہم اس تخصیص کا کوئی موجب نہیں دیکھتے کیونکہ لفظ عام ہے اور عموم اس کو اس بات سے نہیں پھیر سکتا۔ اس لیے کہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب کفار نے نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ پر مجنون ہونے کا الزام لگایا تھا چونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا کیا جاتا ہے خصوص کا نہیں اس لیے ہم نے اس سے نبوت مراد لی ہے۔[16]

کتاب کی اہم خاصیت یہ ہے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کے دلائلِ نبوت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین کے اعتراضات کارد بھی مدلل انداز سے کیا گیا ہے جیسے مستشرقین گولڈ زیہر اور ڈر منگم کا کا تعصب وعدوات کی بناء پر آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ ﷺ جو پیغام لاتے تھے وہ ان کے قوت و ادراک کا کرشمہ ہوتا تھا اسی طرح دوسرے معارف بھی جن کو وہ بیداری میں بیان کرتے تھے۔ مستشرقین کے اس قسم کے اعتراضات کارد "مشاکلۃ دعوی المستشرقین فی الوحی النفسي دعوی المشرکین" کا عنوان قائم کرکے کیا گیا ہے اور ان کے اعتراضات کے بارے میں لکھا ہے:

> "قال المستشرقون لقول المشركين قبلهم تشابهت قلوبهم المريضة و نفوسهم المتجبره فز عموا، تخلصامن الحقيقة اجتماع عمق الفكر وقوة الذهن مع الجنون والخبال في أمرى واحد"[17]
>
> مستشرقین نے وہی باتیں کہیں جو ان سے پہلے مشرکین کہا کرتے تھے۔ ان کے بیمار دل اور تکبر سے بھرے نفوس ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور انہوں نے حقیقت سے منہ پھیرنے کے

لیے ان خیالات کا پرچار کیا اور ایک شخص میں فکر عمیق اور ذہن قوی کے ساتھ جنون اور دیوانگی کو جمع کیا۔

کتاب کی ایک اہم خاصیت ڈاکٹر حسن ضیا الدین عتر کا غیر متعصبانہ انداز بیان ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں گولڈزہیر اور ڈرمینگھم کے متعصبانہ اعتراضات کا مدلل رد کیا ہے وہیں صفحہ ۱۴۱ اور ۱۴۳ مستشرق بودلی اور کارلیل کے آپ ﷺ کے اخلاقی محاسن کے متعلق بیانات بھی نقل کیے ہیں اور ان کی درست اور محققانہ رائے کی ستائش کی ہے۔

"شان حبیب الرحمن من آیات القرآن"

"شان حبیب الرحمن من آیات القرآن" کے مصنف مفتی احمد یار خان نعیمی (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۷۱ء) ہیں۔ "شان حبیب الرحمن من آیات القرآن" موضوعی قرآنی سیرت نگاری کی نمائندہ تصنیف ہے جس میں آیات قرآنیہ کی بنیاد پر آپ ﷺ کے امتیازات و فضائل کو بیان کیا گیا ہے۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی نے یہ کتاب ابواب یا فصول پر مرتب نہیں کی اور نہ ہی اس میں واقعات سیرت بیان کیے ہیں بلکہ وہ آیات قرآنیہ جمع کرکے ان کی تفسیر و توضیح کی ہے جو آپ ﷺ کے امتیازات و فضائل اور مقام عظمت کے متعلق ہیں۔

﴿يٰسٓ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾[18] کے متعلق لکھا کہ یہ آیات کریمہ حضور ﷺ کی نعت ہیں۔ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ آپ ﷺ رسول اللہ نہیں۔ اس کا جواب رب نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب، قرآن کی قسم! آپ ﷺ ہمارے رسول ہیں۔ ان آیات مبارکہ میں تین کلمے ہیں ایک یٰسٓ، دوسرا والقرآن الحکیم، تیسرا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. ان تینوں میں علیحدہ علیحدہ لطف ہے۔ اول یہ کہ کلمہ یسین، متشابہات میں سے ہے۔ دوسرا یہ کہ قرآن کی عظمت کی قسم کھائی گئی اور جس چیز کی قسم خدا کھاتا ہے اس کی بہت عظمت ہوتی ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی رسالت عامہ کو قرآن نے قرآن ہی کی قسم سے بیان فرمایا اور کسی بھی نبی کی نبوت کی قسم نہیں کھائی گئی۔[19]

مفتی احمد یار خاں نعیمی نے آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے صرف فضائل نبوی ﷺ بیان نہیں کیے بلکہ جن آیات سے فقہی احکام مستنبط ہو رہے ہوں ان کو بھی بیان کیا ہے جیسے سورۃ المزمل کی آیات ۱۔۲ میں مذکورہ صفات نبوی کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے:

"نماز تہجد شروع اسلام میں واجب تھی اور بعض کے قول پر واجب بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا اور اس آیت سے ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾[20] سے منسوخ ہوا جو اسی سورۃ میں آگے مذکور ہے اب نماز تہجد سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی اگر بستی میں ایک نے پڑھ لی تو سب بری ہو گئے اگر کسی ایک نے نہ پڑھی تو سب سنت تارک ہو گئے۔"[21]

مفتی احمد یار خاں نعیمی نے اس کتاب میں جہاں فضائل نبوی اور فقہی مسائل کو بیان کیا ہے وہیں شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے حنفی مسلک کا بھی پرچار کیا ہے اور کتاب کے ہر صفحے پر حنفی مسلک کی چھاپ نظر آتی ہے جیسا کہ صفحہ ۷۷ پر درج ہے:

> "اگر ہدایت پر قائم رہنا ہے تو اس مذہب اور راستے کو اختیار کرو جو عام مسلمانوں کا ہے۔ کسی نے اگر کوئی نیا راستہ بنا کر پکڑا تو شیطان اسی طرح اس کو تباہ کرے گا کہ جس طرح گلے سے دور

رہنے والی بکری کو بھیڑیا کھالیتا ہے اور راستہ وہی ہے جو کہ صحابہ کرام، اہلِ بیت و عظائم اور مشائخ المسلمین کا ہے۔ جس کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ جو بھی مذہب اس کے خلاف ہو اور جو بھی تحریک اس کے خلاف اُٹھے وہ جہنم کی راہ ہے۔"[22]

"اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں"

"اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی کے منصوبہ سیرت "حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" کا تیسرا حصہ ہے۔ "اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" پہلے قسط وار ششماہی مجلہ "السیرۃ عالمی" میں شائع ہوئی بعد ازاں اسے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ زیر جائزہ ایڈیشن کو ۲۰۰۳ء میں دارالاشاعت کراچی کی جانب سے شائع کیا گیا ہے یہ کل ۲۹۲ صفحات کو محیط ہے۔ "اخلاق محمد قرآن حکیم کے آئینے میں" موضوعی قرآنی سیرت نگاری کی نمائندہ کتاب ہے جو عنوانات پر مرتب کی گئی ہے اور ان عنوانات میں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے چیدہ چیدہ واقعات منتخب کرکے آپ ﷺ کی سماجی، معاشی، جنگی، داعیانہ اور اخلاقی صفحات کو آیات قرآنیہ کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا بنیادی ماخذ قرآن ہے تاہم اس میں کتب حدیث، سیرت، تاریخ اور تفاسیر سے بھی مدد لی گئی ہے اور چند مقامات پر اُردو، عربی اور فارسی کے اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

متجددانہ اسلوب (اہل قرآن اور منکرین حدیث کی قرآنی سیرت نگاری)

قرآنی سیرت نگاری کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو بیسویں صدی کے نصف اول میں جہاں اس کی ایک صورت جمہور کے نقطہ نظر کی حامل قرآنی سیرت نگاری کی صورت میں نظر آتی ہے۔ وہیں اس کی دوسری صورت متجددانہ سیرت نگاری کی ملتی ہے جسے روایت پسند علماء، اہل قرآن اور منکرینِ حدیث یا متجددین کی قرآنی سیرت نگاری سے موسوم کرتے ہیں۔ اس قسم کے سیرت نگاروں نے اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے ہر بات کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر وہ حدیث جو انھیں اپنے نظریات سے متصادم نظر آتی ہے اس کا انکار کرتے ہوئے من مانی تاویلات پیش کی ہیں اور یہ مؤقف پیش کیا ہے کہ حدیث میں تضاد ہے یا قرآن کے خلاف ہے۔ اہل قرآن چونکہ حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی کتب میں روایات حدیث اور سیرت دونوں سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ منکرین حدیث کی سیرت نگاری کی صورت حال واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر ایس ایم زمان چشتی لکھتے ہیں:

> "ایک گروہ سیرت نگاری کے لیے محض قرآن کریم کو بنیاد بنانے کا دعویٰ اس لیے کرتا ہے کہ ان کے نزدیک احادیث اور کتب سیرت کی روایات معتبر حیثیت کی حامل نہیں۔ برصغیر کی منکرین حدیث میں معروف شخصیات خواجہ احمد الدین امرتسری، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراجپوری اور غلام احمد پرویز ہیں۔ ان شخصیات میں غلام احمد پرویز نے سیرت رسول ﷺ پر قرآن کی بنیاد پر کتاب لکھی جو معراج انسانیت کے نام سے موسوم ہے۔"[23]

منکرین حدیث اور متجد دین کی جن کتب نے خصوصی شہرت حاصل کی ان میں "معراج انسانیت" از غلام احمد پرویز، "سیرت قرآنیہ سید نا رسول عربی" از محمد اجمل خاں، "حیات رسول اُمی" از علامہ خالد مسعود، "انقلاب مکہ اور فہم قرآن کے جدید مناہج" اور "انقلاب مکہ سیرت نبوی نزول قرآن کی روشنی میں" از الطاف جاوید نمایاں ہیں۔

"معراجِ انسانیت"

زیر جائزہ کتاب "معراج انسانیت" غلام احمد پرویز کی تفسیر "معارف القرآن" کی چوتھی جلد ہے لیکن یہ اپنی جگہ سیرت الرسول ﷺ پر ایک مکمل تصنیف ہے چنانچہ موضوع کی اہمیت و افادیت کے باعث اسے الگ سے بھی شائع کیا گیا ہے۔ اس میں غلام احمد پرویز نے آپ ﷺ کی سیرت کو قرآن کی بنیاد پر پیش کرنے کا دعوی کیا ہے۔ زیر جائزہ کتاب کا یہ ساتواں ایڈیشن ہے جسے طلوع اسلام ٹرسٹ کی جانب سے اکتوبر ۲۰۰۲ میں شائع کیا گیا اور یہ کل ۶۲۴ کو محیط ہے۔

یہ کتاب فہرست مضامین، فاتحہ الکتاب (دیباچہ طبع اول)، تعارف (طبع دوم) اور ۱۹ عنوانات پر مشتمل ہے۔ "معراجِ انسانیت" کو عنوانات پر مرتب کیا گیا ہے اور ان میں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔ ان عنوانات کے نام نبوی سوانح حیات پر مبنی نہیں ہے بلکہ عنوانات کے نام اصلاحی طرز پر رکھے گئے ہیں۔

کتاب کا آغاز پس منظر سے ہوتا ہے جس میں مصر میں مختلف اوقات میں رائج مختلف تہذیبوں، ایرانی و ہندستانی تہذیبوں اور قبل از اسلام عربوں کے حالاتِ زندگی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔[24] اس کے بعد ترتیب وار آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے۔

غلام احمد پرویز انکارِ حدیث کے علمبردار ہیں اس لیے جو بھی حدیث ان کو اپنے خود ساختہ موقف سے متصادم نظر آتی ہے اس کو کسی دلیل کے بغیر رد کر دیتے ہیں جیسے صفحہ ۱۸۵ پر یہ موقف پیش کیا کہ آپ ﷺ پر جادو کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا پھر اپنے اس موقف کی بناء پر صحیح البخاری کی روایت جس میں آپ ﷺ پر یہودی کے جادو کرنے کا بیان ہے اس کو بلا دلیل موضوع قرار دیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ انسان بھی تھے اور دیگر انسانوں کی طرح جادو سے متاثر ہو سکتے تھے البتہ اس کا اثر صرف دنیاوی معمولات اور روزمرہ کی بشری ضروریات کی حد تک محدود تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے:

> "كان رسول الله ﷺ سحر، حتى كان يرى أنه يأتي النساء ولا يأتيهن "[25]
>
> "رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ خیال کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ ملاقات کر چکے ہیں حالانکہ ملاقات فرمائی نہیں ہوتی تھی۔"

غلام احمد پرویز چونکہ واقعات و آیات کی تعبیر و تشریح عقل کی بنیاد پر کرتے ہیں اس لیے ان کی سیرت نگاری میں انحرافات اور متعدد اختلافی باتیں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1- اُمت کا اجماعی مؤقف ہے کہ انبیائے کرام تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں یعنی انبیاء کا معلم خود ذات باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا معلم بھی اللہ کی ذات تھی اور آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے تھے اور کسی مدرسے یا کسی

شخص سے کوئی علم حاصل نہ کیا۔ اُمت کے اس موقف کے برعکس غلام احمد پرویز نے یہ موقف پیش کیا ہے۔ "امی کے معنی ان پڑھ کے نہیں ہے بلکہ قرآن نے ان لوگوں کے لیے اس لفظ کا استعمال کیا ہے جو اہل کتاب نہ تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ ﷺ نبوت سے پہلے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن نبوت کے بعد ایسی کوئی صورت نہیں تھی۔"[26]

2- آیت مبارکہ ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَ لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾[27] کے بارے میں جمہور مفسرین وسیرت نگاروں نے لکھا کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں رونما ہونے والے اُس واقعہ کے متعلق ہے جب نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے کفار کی جانب مٹی پھینکی اور یہ مٹی اللہ کے حکم سے لشکر کفار کے ہر آدمی کی آنکھوں میں پڑی۔ اللہ نے اس فعل کی نسبت اپنی طرف کی ہے لیکن غلام احمد پرویز نے رمیت کا معنی مٹی کی بجائے "تیر اندازی" کیا ہے اور دستِ نبوی ﷺ کی معجزانہ قوت سے انکار کیا ہے۔[28]

3- اُمت کی اجماعی رائے ہے کہ حضرت ابراہیم سے قلبی و نسبی نسبت ہونے کی بناء پر آپ ﷺ ان کے قبلہ کو اپنا قبلہ بنانے کے خواہاں تھے لیکن غلام احمد پرویز نے اس کے بارے میں لکھا "خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی خواہش دراصل مرکزی واقتداری شہر پر مسلمانوں کے غلبہ واقتدار کی خواہش تھی۔"[29]

4- نبی اکرم ﷺ کی معاشی زندگی کے متعلق لکھا کہ آپ ﷺ کی مکی زندگی خوشحالی اور غنی کی زندگی تھی جب کہ مدنی زندگی میں افراد جماعت کی ذمے داریوں، دعوت و تبلیغ کے فریضے اور غزوات کی وجہ سے معاشی اُمور کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ خدا نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا اور آخرت دونوں کو پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے آخرت کو ترجیح دی اور سب کچھ میسر ہونے کے باجود آپ ﷺ نے نہایت تنگ دستی اور عسرت کی زندگی بسر فرمائی۔[30]

غلام احمد پرویز نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو قرآن کی بنیاد پر پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہے لیکن واقعاتِ سیرت اور آیاتِ قرآنیہ کی خود ساختہ اور من مانی تاویلات پیش کی ہیں جس کی وجہ سے مسلمہ عقائد سے انحراف، خود ساختہ مفروضات، عقلی تاویلات اور موضوع و من گھڑت تشریحات کی مثالیں کتاب میں جگہ جگہ پائی جاتی ہیں۔ تاہم اس کتاب میں چند ایسی باتیں بھی ہیں جو قابلِ ستائش ہیں۔ ان میں غزواتِ نبوی ﷺ اور نبی اکرم ﷺ کے دعوتی مقصد رضائے الٰہی کے حصول پر مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل و عمدہ انداز سے رد اور غلام احمد پرویز کا علمی و ادبی انداز ہے۔

محاضراتی اسلوب

اس سے مراد وہ قرآنی ادبِ سیرت ہے جو خطبات یا محاضرات پر مشتمل ہے۔ روایتی سیرت نگاری کی طرح قرآنی سیرت نگاری میں بھی کچھ لوگوں نے اپنے مُدعا کے بیان کے لیے محاضرات یا خطبات کو ذریعہ بنایا ہے۔ محاضراتی یا خطباتی اسلوبِ سیرت اپنی اثر آفرینی کی بدولت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ محاضراتی اسلوب کی اس افادیت کو بیان کرتے ہوئے سید عزیز الرحمٰن رقم طراز ہیں:

> "خطباتی اُسلوب میں افادیت کا ایک پہلو یہ پایا جاتا ہے کہ خطبے کو جب معمولی ترتیب کے بعد تحریری پیرہن عطا ہوتا ہے تو خطابت کی روانی اور جاذبیت تحریر کا حصہ بن جاتی ہے۔ یوں

محاضرات اور خطبات پر مشتمل تحریریں عام کتب سے زیادہ دل چسپی سے پڑھی جاتی ہیں۔
سیرت میں خطابتی اُسلوب کی حامل کتب کی اشاعت اور ان کی مقبولیت اس کی شاہد ہیں۔"[31]

اُردو زبان میں قرآنی سیرت نگاری کے حوالے سے ایک معروف نام مولانا عبد الماجد دریا بادی (۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء) کا ہے۔ "سیرت نبوی قرآنی (خطبات ماجدی)" سیرت کی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ مولانا عبد الماجد دریا بادی کے ان مختلف خطبات کا مجموعہ ہے جو جنوری ۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر عبد الحق کرنولی کی فرمائش پر مدارس کے ایک کالج میں دیئے گئے۔ بعد ازاں ان خطبات کو متعدد بار کتابی صورت میں شائع کیا گیا اور ۱۹۸۲ میں یہ نقوش رسول نمبر جلد اول صفحہ ۲۳۳۔۳۰۳ کی زینت بنے۔ سیرت نبوی قرآنی (خطبات ماجدی) کے زیر جائزہ ایڈیشن کو مجلس نشریات کراچی کی جانب سے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا گیا ہے یہ ۲۴۰ صفحات کو محیط ہے اور اس میں ابتدائیہ واختتامیہ اور ۹ خطبات شامل ہیں*۔

مولانا عبد الماجد دریابادی نے واقعاتِ سیرت کے بیان میں قرآن کو بنیاد بناتے ہوئے اس سے بطور ماخذ اول استدلال و استشہاد کیا ہے اور اس میں موجود معلومات کو تمام مصادر پر مقدم رکھا ہے۔

مولانا عبد الماجد دریابادی نے جہاں قرآن کی بنیاد پر سیرتِ طیبہ کو بیان کیا ہے وہیں قرآن مجید کی بطور ماخذِ سیرت اہمیت بھی احسن انداز میں بیان کی ہے۔ جیسا کہ اختتامیہ میں درج ہے:

"قرآن مجید کا مطالعہ اس خاص مقصد سے بغور شروع کیا تو نظر آیا کہ معلومات کا ایک دریا اُبلتا اور اُمنڈتا ہوا سامنے ہے۔ اس سمندر کو سمیٹ کر ایک مختصر و محدود مدت کے اندر کوزے میں بند کرنا مجھ جیسے نااہل فرد کی حد استطاعت سے باہر ہے۔ سوا چھ، ساڑھے چھ ہزار قرآنی آیتوں میں سے اگر نصف نہیں تو ایک ثلث تو بر حال ایسی ہیں جس سے سیرت نبوی ﷺ کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔"[32]

---

* سیرت نبوی قرآنی (خطبات ماجدی) میں جو ۹ خطبات شامل ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1. خطبہ اول: ظہور کی پیش خبریاں
2. خطبہ دوم: نام، نسب، وطن، زمانہ
3. خطبہ سوم: فضائل، خصائص، مشاغل
4. خطبہ چہارم: رسالت و بشریت
5. خطبہ پنجم: ہجرت
6. خطبہ ششم: غزوات و محاربات
7. خطبہ ہفتم: معاصرین
8. خطبہ ہشتم: معجزات و دلائل
9. خطبہ نہم: خانگی و ازدواجی زندگی

درج بالا بیان سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن مجید سیرت کا اہم اور مستند ماخذ ہے اور اس میں ایک تہائی سے زائد آیات ایسی ہیں جو سیرت نبوی ﷺ کے کسی نہ کسی پہلو سے تعلق رکھتی ہیں۔

مولانا عبد الماجد دریا بادی نے سیرت نبوی ﷺ کو قرآن کی بنیاد پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ متعدد مقامات پر بیان سیرت میں قرآنی اسلوب کی بھی وضاحت کی ہے مثال کے طور پر غزوہ بدر کے حالات وواقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"قرآن مجید کی اتنی آیتوں سے ضمناً اس کا اندازہ ہو گیا کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان مورخوں اور اہل سیر کے انداز سے کتنا مختلف ہے مختلف قسم کی جزئیات و تفصیلات جو اہل روایات کے ہاں جان سخن کا حکم رکھتی ہیں کتاب اللہ انہیں عموماً نظر انداز کرتی ہے اور ایسی گہری حقیقتیں پے درپے بیان کرتی جاتی ہیں جن کی طرف عموماً راویوں کا ذہن بھی نہیں جاتا۔"[33]

مذکورہ بالا بیان سے پتہ چلا کہ بیان سیرت میں قرآن کا اسلوب مورخین اور اہل سیر سے بالکل مختلف ہے یہ موٴرخین اور اہل سیر کی مانند واقعات کی بے جا تفصیلات اور جزئیات بیان نہیں کرتا بلکہ واقعات کو صرف اُسی قدر بیان کرتا ہے جس قدر اس کی ضرورت ہو اور اس سے مقصود واقعات میں چھپی حکمتوں اور عبرتوں کی طرف توجہ مبذول کروانا ہے۔

محاضرات کی ایک نمایاں خاصیت یہ ہے کہ ان میں سیرت نبوی ﷺ کو احسن انداز میں بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین و مغربی مصنفین کے سیرت نبوی ﷺ پر اعتراضات کارد بھی آیات قرآنیہ کی روشنی میں مدلل انداز میں کیا گیا ہے اس کی نمایاں مثال غزوہ بدر کے حالات و واقعات کے بیان میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں غزوہ بدر سے پہلے مسلمانوں کے ایک گروہ کے ضعف، قلت سامان و افراد کی وجہ سے خوفزدہ ہونے اور جنگ سے گریز کے رویے پر سورۃ الانفال کی آیت ﴿يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾[34] "جھگڑ رہے تھے آپ ﷺ سے سچی بات میں اس کے بعد کہ وہ واضح ہو چکی تھی گویا وہ ہانکے جا رہے ہوں آنکھوں دیکھی موت کی طرف اور وہ دیکھ رہے ہیں۔" پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "آگے بڑھنے سے قبل بہ طور جملہ معترضہ کے یہ بھی سن لیجئے کہ یہی وہ اسلامی فوج ہے جس کے لیے مغربی اہل قلم کا یہ مستقل طنز ہے کہ یہ مال غنیمت اور لوٹ مار کے حریص مشرکوں پر خواہ مخواہ ٹوٹ پڑا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی شہادت اس کے برعکس کتنی واضح و صریح ہے کہ انہیں بعض اوقات دھکیل کر میدان جنگ میں لانا پڑتا تھا۔"[35]

درج بالا بیان مستشرقین کے مسلمانوں پر الزام مال غنیمت اور لوٹ مار کے حریص ہونے کارد کرتا ہے۔

آیات قرآنیہ عناوین سیرت کی مناسبت سے نقل کی گئی ہیں اور ان کے درمیاں ربط کا خصوصی التزام کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر انور محمود کتاب کے اس وصف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"مصنف نے جس طرح آیاتِ قرآنیہ سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے واقعات استنباط کیے ہیں۔ ان سے ایک طرف تو ان کی قرآن فہمی کا احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف سیرت نبوی کے واقعات سے ان کی گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ غزوات کا بیان قرآنی آیات کی روشنی میں مفصل بھی ہے اور موثر بھی۔ اس طرح معاصرین والے خطبے میں مشرکین یہود و نصاری، منافقین

اور مومنین کے بارے میں سیر حاصل بحث کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے فضائل، خصائص، مشاغل اور خانگی و ازدواجی زندگی کے بارے میں قرآن مجید کی آیات سے بڑی خوبصورتی سے معلومات اخذ کی گئی ہیں۔"[36]

خلاصہ بحث

قرآنی سیرت نگاری کی ابتدا بیسویں صدی کے نصف اول میں مختلف جغرافیائی، سیاسی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی تبدیلیوں کے باعث ہوئی۔ وہ اسباب و محرکات جن کی بدولت قرآنی سیرت نگاری کو رجحان کی حیثیت حاصل ہوئی ان میں سے قدیم سیرت نگاروں کا غزوات و خصائص نبوی کے بیان میں آیاتِ قرآنیہ سے خصوصی استدلال کرنا، قابلِ اعتماد سیرت کی تدوین کی خواہش، ادب سیرت میں ثقافتی آمیزش اور شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے مصنفین کا کتب لکھنا، سیرت کے مآخذ میں کمزور روایات کا موجود ہونا، اُصول نقد سے بے اعتنائی اور سہولت و آسانی کو ملحوظ رکھنے کا رویہ، انکار حدیث، قرآنی سیرت نگاری پر لٹریچر کا دستیاب نہ ہونا، قرآن اور عقل کی روشنی میں مطالعہ سیرت کا رویہ، یورپی افکار و نظریات کا متبادل بیانیہ نمایاں ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز تا عصرِ حاضر تک لکھے گئے قرآنی ادبِ سیرت کے تجزیاتی مطالعے کی بنا پر اس کے جو نمایاں اسالیب منظرِ عام پر آتے ہیں ان میں جامع حیات نبوی کے مطالعہ کا اسلوب، موضوعاتی اسلوب، متجددانہ اسلوب اور محاضراتی اسلوب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

References

[1]http://www,boddunan.com/articles/people-places/55-politicion/5245-izzat muhammad darwaza. html, dated:12-06-22,6:00p.m.
[2] Muhammad 3.
[3] Muhammad 'Izzat Darwazah, Sīrat al-Rasūl sūwur Muqtabisah min al-Qur'an al-Karīm (Qaḥira: Maṭab'ah al-Istiqāmah, 1948), I, 15.
[4] Darwazah, Sīrat al-Rasūl sūwur Muqtabisah min al-Qur'an al-Karīm, I, 15.
[5] Darwazah, Sīrat al-Rasūl sūwur Muqtabisah min al-Qur'an al-Karīm, I, 112.
[6] Al-Zukhruf 31:35.
[7] Dr Syyed Abū al-Khaīr Kashfi, Ḥayāt-e-Muhammad Qur'ān Hakīm kay 'Aaīney maīn (Karachi: Dār al-ishā'at 2002), 61.
[8] Kashfi, Ḥayāt-e-Muhammad Qur'ān Hakīm kay 'Aaīney main, 159.
[9] Maūlānā Asjad Qāsmī Nadvī, Sīrat-e-Nabaviyya Qur'an Majīd kay 'Aīney Main (Karachi: Al-Nabrās ND), 88.
[10] Muhammad 'Izzat Darwazah, 'Aṣr al-Nabī (SAW) wa baītahu qab al-bi'thah ṣūwar muqtabisah min al-Qur'an al-Karīm (Damishq: Maṭba'ah Dār al-Yaqẓāh, 1946), 12.
[11] Mūlānā Shams al-Haq Nadvī, Mūlānā Syyed Luqmān A'zmī Apnī Ḥayāt o Khidmāt kay 'Aainay main (Delhi: Markazī Maktabah Islamī Publisher, 2002), 11-35.
[12] Dr Akram Ḍīyā' al-'umarī, Taqrīz: Dr Muhammad Ibn Bakr 'Aal 'Abid, Hadīth al-Qur'an al-Karīm 'an ghazwāt al-Rasūl (SAW), 12.
[13] https://www.odabasham.net,Wednesday,18-02-23, 5:00 p.m.
[14] Al A'rāf 157.

[15] Dr Hassan Diyā' al-Dīn Attar, Nabūwwat-e-Muhammad (SAW) fi al-Qur'an (Ḥalab: Dār al-naṣar, 1973), 65-66.
[16] Attar, Nabūwwat-e-Muhammad (SAW) fi al-Qur'an, 96.
[17] Attar, Nabūwwat-e-Muhammad (SAW) fi al-Qur'an, 226.
[18] Yāsīn 1-3.
[19] Muftī Ahmad Yār Khān Na'īmī, Shān-e-Habīb al-Rehmān min 'Ayāt al-Qur'an (Lahore: Qādrī Publishers, ND), 230.
[20] Al Muzzammil 20.
[21] Na'īmī, Shān-e-Habīb al-Rehmān min 'Ayāt al-Qur'an, 291.
[22] Na'īmī, Shān-e-Habīb al-Rehmān min 'Ayāt al-Qur'an, 77.
[23] S.M Zamān Chistī, Naqūsh-e-Sīrat (Lahore: progressive Books, 2007), 146.
[24] Ghulām Ahmad Parwīz, Mi'rāj-e-Insāniyyat (Lahore: Talū'-e-Islam trust, 2002), 4-64.
[25] Al-Bukharī, 5765.
[26] Ghulam Ahmad Parwez, Meraj-e-Insaniyat, 308.
[27] Al Anfāl 17.
[28] Parwīz, Mi'rāj-e-Insāniyyat, 249.
[29] Parwīz, Mi'rāj-e-Insāniyyat, 235.
[30] Parwīz, Mi'rāj-e-Insāniyyat, 360-361.
[31] Syed 'Azīz al-Reḥmān, Urdū Sīrat Nigārī kay Minhāj o Asālīb (Karachi: Zāwār Academy Publication 2020), 171.
[32] Mūlānā 'Abdul Mājid Daryābādī, Sīrat-e-Nabawī Qur'anī (Khuṭbāt-e-Mājidī) (Karachi: Majlis-e-Nashriyāt-e-Islam, 1999), 238.
[33] Daryābādī, Sīrat-e-Nabawī Qur'anī (Khuṭbāt-e-Mājidī), 85.
[34] Al Anfāl 6.
[35] Daryābādī, Sīrat-e-Nabawī Qur'anī (Khuṭbāt-e-Mājidī), 83.
[36] Dr Anwar Mehmūd Khālid, Urdu Nathar Main Sīrat-e-Rasūl (Lahore: Urdu Accademy, 2021), 20.